Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ | ہفتہ ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ، ۱۳ صلح ۱۳۶۹ ہش، ۱۳ جنوری ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۱

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"آپ نے جو مجھ سے ..... تعلق بیعت کیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ کچھ بطور نصیحت چند الفاظ تمہیں کہوں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ پر ایمان رکھے اور پھر قرآن کریم پر غور کرے کہ خدا تعالےٰ نے کیا کچھ قرآن مجید میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ خدا تعالیٰ کا ہو جائے یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ دنیا روزے چند عاقبت با خداوند۔ اب خدا تعالےٰ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف آنا چاہتا ہے اور فی الواقعہ اس کا دل ایسا نہیں کہ اس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہو تو وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک قابلِ سزا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اس کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے جب تک کافی حصہ اپنا اُن کی طلب میں خرچ نہ کر دیں وہ مقاصد حاصل ہونے ناممکن ہیں۔ مثلاً اگر طبیب ایک دوائی اور اس کی ایک مقدار مقرر کر دے اور ایک بیمار وہ مقدار دوائی کی تو نہیں کھاتا بلکہ تھوڑا حصہ اس دوائی کا استعمال کرتا ہے تو اس کو کیا فائدہ اس سے ہوگا۔ ایک شخص پیاسا ہے تو ممکن نہیں کہ ایک قطرہ پانی سے اس کی پیاس دور ہو سکے اسی طرح جو شخص بھوکا ہے وہ ایک لقمہ سے سیر نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۸-۲۹)

خدا کا مہمان

واقفین نو کے بارہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

"بتاؤ اس بچے کا کیا حال ہے جو تم نے خدا کے سپرد کر دیا ہے کتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ تمہارے گھر میں خدا تعالیٰ کا ایک مہمان ہے۔ ویسے تو ہم سب خدا کے ہیں۔ لیکن ایسا مہمان ہے۔ جس کو تم خدا کے لئے تیار کر رہے ہو۔ کس طرح ان کی پرورش کر رہے ہو۔ ہمیں بتایا کرو۔"

(الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء صفحہ ۲)

مکرم کنور مطلوب احمد صاحب ربوہ شوز سٹور نزد ریلوے پھاٹک ربوہ مورخہ ۹ جنوری کو بعمر ۴۲ سال وفات پا گئے۔ آپ کچھ عرصہ سے بعارضہ خرابی جگر بیمار تھے اگلے روز بیت المہدی گولبازار کے سامنے نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ بعد ازاں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار نو عمر بچے شامل ہیں۔ آپ مکرم راجہ محمد مرزا خان صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ کے داماد تھے۔

○ مکرمہ والدہ محترمہ سید محمد منظور احمد شاہ صاحب (ریٹائرڈ ایس ڈی ای) دارالنصر غربی ۱۱۔ جنوری ۱۹۹۰ء کو بروز جمعرات صبح ۴ بجے انتقال فرما گئیں۔ موصوفہ کی عمر تقریباً ۸۷ سال تھی۔ آپ موصیہ تھیں۔ نہایت کم گو سادہ مزاج اور عبادت گذار تھیں۔

○ مکرم چوہدری محمد افضل صاحب ساہی آف چک پٹیالہ ساہیاں ضلع گجرات ۱۲؍ دسمبر ۸۹ء کو ۹۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ مکرم محمد اجمل صاحب ساہی کارکن وکالت دیوان اور مکرم محمد اکرم صاحب ساہی گولبازار ربوہ کے والد تھے۔

○ محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ جو مکرم خلیل احمد صاحب امیر ضلع سانگھڑ کی والدہ تھیں۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۹ء کو وفات پا گئیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

منظم جدوجہد کی اہمیت

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"حقیقت یہی ہے کہ کسی منصوبہ بندی کے بغیر اور اپنی کوششوں کو منظم کرنے کے بغیر ہم اپنی کامیابیوں کی رفتار کو تیز سے تیز تر نہیں کر سکتے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے کاموں کو اس طرح منظم کرنے کی کوشش کریں کہ جماعت کی طاقت کا ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہو بلکہ ہمارے سامنے ایک وقتی مقصد اور اوبجکٹ (OBJECT) ہو جسے ہم معین وقت میں حاصل کرنے کی کوشش کریں، لمبے وقت کے لئے تو یہ صحیح ہے کہ ہمارا مقصدِ حیات اور سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض ہی یہ ہے کہ طاغوتی اور شیطانی طاقتوں پر غلبہ حاصل کیا جائے۔ اس غرض کے لئے ایک لمبے عرصہ تک جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں ۸۰ سال لگ جائیں ۱۰۰ سال لگ جائیں۔ ۱۵۰ سال لگ جائیں۔ دو سو سال لگ جائیں یا خدا جانے کتنا عرصہ لگ جائے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسانی عقل و دماغ اور تصور اس لمبے زمانہ کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں اور اپنے مقصد کے حصول کیلئے بعض چھوٹے چھوٹے منصوبے بنا لیتے ہیں۔ یعنی وہ تجویز کر لیتے ہیں کہ مثلاً اس سال میں ہم اپنے مقصد کا اتنا حصہ ضرور حاصل کر لیں گے اور پھر اس کے حصول کیلئے وہ اپنی پوری کوشش صرف کر دیتے ہیں۔ اور پھر اس سال جس حد تک وہ اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی حاصل کر لیں۔ اگلے سال وہ زیادہ تیزی کے ساتھ آگے قدم بڑھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ جنوری ۱۹۶۶ء)

احمدی طالبعلم نے یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور کے ایک احمدی طالبعلم مکرم محمد علی صاحب ممتاز ابن مکرم ممتاز انور صاحب (ستارہ جرأت) نے ۱۹۸۹ء کے ایم بی بی ایس فائنل امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو بہت مبارک کرے اور انہیں مستقبل میں بیش از پیش ترقیات عطا فرمائے

عزیز عارف احمد ولد منیر احمد صاحب آف کرونڈی ضلع خیرپور سندھ جو وقفِ نو میں شامل تھا مورخہ ۱۰ نومبر ۸۹ء کو فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ والدین کو صبرِ جمیل کی توفیق دے اور نعم البدل سے نوازے۔

تزکیۂ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں سے تعلق پیدا کرنا مفید ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: ـــــ آغا سیف اللہ، پرنٹر: ـــــ قاضی منیر احمد
مطبع: ـــــ ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: ـــــ دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ـــــ ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳ر صلح ۱۳۶۹ ہش — ۱۳ر جنوری ۱۹۹۰ء

سچ بولنے کی عادت

مختلف ممالک یا مختلف زمانوں کی تہذیبوں اور تمدّن کا چاہے کتنا ہی اختلاف ہو بعض باتیں یقیناً ایسی ہیں کہ انہیں ہر حال میں ایک جیسی رہنا چاہیئے، یہ باتیں دنیا کے ہر حِصّہ میں پسند کی جانی چاہئیں۔ اور اِنہیں پر بنیاد رکھ کے انسانیّت کی آگے بڑھنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ یہ باتیں ہیں عالمگیر سچائیاں، ان سے انحراف تو ہو سکتا ہے لیکن نتیجۃً نقصان کے احتمال سے بھی انکار نہیں ہونا چاہیئے، سچ کو لیجئے، سچ ایک عالمگیر سچائی ہے۔ اور اخلاق کا حِصّہ ہے۔ کوئی معاشرہ، تہذیب اور تمدّن کے اختلاف کے باوجود سچ کی افادیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ ویسے تو جھوٹ بھی بولا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر انسان چاہے تو سچ بولے اور چاہے تو جھوٹ بولے، لیکن اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جھوٹ بولنا نہ تو کوئی اچھی بات ہے اور نہ ہی اس سے اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جی جھوٹ کے بغیر کام ہی نہیں چلتا، یہ صرف عارضی فائدہ ہی کو مدّنظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک جھوٹ کے بُرے نتائج کا تعلق ہے وہ آج نہیں تو کل۔ اور کل نہیں تو پرسوں سامنے آکر رہیں گے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جھوٹ بولنے والے کو اس کے بُرے اثرات کا پتہ نہ چلے لیکن اس کی اگلی نسل اس کے نتیجہ میں بد حال ہو جائے گی اور بُرے نتائج بھگتنے سے بچ نہ سکے گی۔

کہا جا سکتا ہے کہ سچ ایک ایسی خوبی ہے، کہ اس سے بہت سی خرابیاں از خود ناپید ہو جاتی ہیں۔ عارضی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے تو بالآخر انسان یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ سچ نے فائدہ ہی دیا ہے نقصان نہیں پہنچایا۔ اور یہ بات سچ بولنے والے کیلئے قابل فخر بن جاتی ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ ہر قدم پر آپ کی رہنمائی فرمائے) نے اس بات کی تلقین فرمائی ہے کہ واقفین نَو کو آغاز ہی سے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ انہوں نے ہر جگہ اور ہر حالت میں سچ بولنا ہے۔ انہیں سچ کی ایسی عادت ڈال دی جائے کہ وہ سچ کے سوا کچھ اور کہہ ہی نہ سکیں۔

ایسا کرنے کیلئے سب سے پہلے والدین ـــ اور اساتذہ کو بھی ـــ سچ کی عادت ڈالنی پڑے گی۔ ایک سچّا انسان ـــ یعنی سچ بولنے والا ـــ ہی دوسروں کو سچ کی تلقین کر سکتا ہے۔ اور سچ کی ہر تہذیب اور ہر تمدّن میں ضرورت بھی ہے اور قدر بھی ہے۔

جو تیر چلایا ہے تم نے
وہ تم پہ پلٹ کر آئے گا
مجھ کو تو مسرّت بانٹے گا
اور تم کو خون رُلائے گا

ابوالاقبال

یک بار تہہ و بالا یہ ارض و سما کر دے
ہنگامے سے پہلے ہی ہنگامہ بپا کر دے

گر تجھ کو اُٹھانا ہے یہ حشر کا فتنہ ہی
جو فرض ہے کل تیرا وہ آج اُدا کر دے

مَیں دُور سے کیا دیکھوں ظلمات کے چشموں کو
اس سے تو یہ بہتر ہے تُو مجھ کو فنا کر دے

پابند فضا کو کر یا میرے ترنّم کا
یا میرے ترنّم کو پابندِ فضا کر دے

یا پھوڑ دے پیمانہ اَے ساقیِ میخانہ
یا آنکھ کی مستی بھی ساغر میں مِلا کر دے

یا توڑ دے بُتخانہ اَے جلوۂ جانانہ
بُتخانے کے دَر پر بھی یا سجدہ روا کر دے

کیا ہو گا کبھی پیدا اک منچلا ایسا بھی
جو چاک زِ سرتاسر داماں قضا کر دے

لقماں ہے وہی اپنا۔ اپنا ہے وہی عیسےٰ
جو دَرد بڑھا جائے اتنا کہ دَوا کر دے

ساقی کی نظر میں یہ تاثیر بھی ہوتی ہے
جب ہوش نہ ہو باقی پھر ہوش بجا کر دے

اللہ کا کوئی بندہ تنویر کو سمجھا دے
یہ وقت سے پہلے ہی محشر نہ بپا کر دے

روشن دین تنویر

فلاح وہ شخص پاوے گا جو اپنے نفس میں پوری پاکیزگی اور تقویٰ طہارت پیدا کر لے اور گناہ اور معاصی کے ارتکاب کا کبھی بھی اس میں دورہ نہ ہو اور ترکِ شر اور کسبِ خیر کے دونوں مراتب پورے طور سے یہ شخص طے کر لے تب جا کر کہیں اسے فلاح نصیب ہوتی ہے۔ ایمان کوئی آسان بات نہیں جب تک انسان مَر ہی نہ جاوے تب تک کہاں ہو سکتا ہے کہ سچّا ایمان حاصل ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدہ فرخندہ شاہ صاحبہ
سابق پرنسپل جامعہ نصرت۔ ربوہ

قسط نمبر ۱

حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہ

(اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ہوشیار پور میں ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلّہ کیا۔ اور دین حق کی سربلندی کے لئے نہایت متضرعانہ دعائیں مانگیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بپایہ قبولیت جگہ دی اور یہ خبر بھی دی۔ کہ

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہو گی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔"

حضرت سیدہ ام طاہر کی پاکیزہ سوانح حیات پر طائرانہ نظر ڈالیں۔ تو آپ اپنے قول و فعل سے یقیناً موعودہ خواتین مبارکہ میں شامل ہیں۔ انہیں یہ شرف حاصل ہے۔ کہ انہیں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے عزیز فرزند کے لئے منتخب کیا اور پھر قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے عقد میں منسلک ہو کر دو دفعہ حضرت بانی سلسلہ کی بہو بنیں۔

حضرت سیدہ اُمّ طاہر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کا نام سیدہ مریم بیگم تھا وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے جلیل القدر رفیق حضرت سید ڈاکٹر عبدالستار صاحب کی دختر نیک اختر تھیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کلر سیداں کے مشہور سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے مورثِ اعلیٰ محمد علی شاہ کا شجرہ نسب دو تین پشتوں سے اوپر حضرت امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب برادر حضرت سیدہ ام طاہر نے کئی دفعہ بیان کیا کہ وہ حسینی سیّد ہیں۔

کلر سیداں ضلع راولپنڈی تقریباً ۵۵۰ برس سے آباد ہے۔ یہاں کے سیّد خاندان ۴۰ قلعوں پر قابض تھے۔ اور جہلم کے راجاؤں سے ان کی رشتہ داریاں تھیں۔ راولپنڈی کی گکھڑ قوم اور پھر سکھوں کی لڑائیوں سے یہ آہستہ آہستہ کمزور ہو گئے۔

حضرت سیّد عبدالستار شاہ صاحب کے والد سیّد گل حسن نہایت دیندار اور متقی بزرگ تھے انہیں پیری مریدی سے نفرت تھی۔ اور تقریباً تارک الدنیا تھے۔ وہ اپنے عزیزوں کی دنیاداری سے متنفر ہو کر سہالہ ضلع راولپنڈی نقل مکانی کر گئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے کتابت کی۔ اور یہ نسخہ اب بھی ان کے خاندان میں موجود ہے۔ ان کی وفات پر حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب پانچ یا چھ برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ انہوں نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ "جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ اور غالباً بلوغ سے اوّل عالم طفولیت میں ہی نماز اور دعاؤں سے مجھ کو ایک دلچسپی جس کو ٹھرک کہتے ہیں۔ بفضل خدا میری طبیعت میں ایسے رچ گئی۔ کہ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ .... شاید چونکہ میں پانچ یا چھ سال سے یتیم و بے کس رہ گیا تھا۔ اور یہ زمانہ یتیمی بھی اس کا محرک ہوا ہو۔"

حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب عرصہ دراز رعیہ ضلع سیالکوٹ میں سرکاری ہسپتال کے انچارج رہے۔ وہیں حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہ ۱۹۰۵ء کے اوائل میں پیدا ہوئیں۔ آپ اپنے والدین کی سب سے چھوٹی اولاد تھیں آپ کے والدین نہایت درجہ نیک، پاک نفس، عابد و زاہد بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ پارسا کے لقب سے مشہور تھیں۔ اور انفاق فی سبیل اللہ میں وسیع حوصلہ تھیں۔ تعمیر بیت الفضل لندن میں آپ نے وہ تمام اشرفیاں چندہ میں دے دیں جو آپ نے حضرت سیدہ اُمّ طاہر کی شادی کے لئے جمع کی تھیں کہ ان کے ہاتھ پر رکھیں گی۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۰۱ء میں احمدیت قبول کی تھی اور اکثر رخصت لے کر قادیان آتے تا امام وقت کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سید ڈاکٹر صاحب کو حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہ کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ وہ انہیں بیٹے سے نوازے گا۔ لیکن جب حضرت سیدہ اُمّ طاہر پیدا ہوئیں۔ تو انہوں نے کہا کہ شاید مجھے خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات سمجھنے میں غلطی لگی ہے جس دوست سے بات کر رہے تھے اس نے جواب دیا۔ ہو سکتا ہے یہ بچی بیٹوں سے بھی کہیں زیادہ خوش قسمت ہو۔ دونوں بزرگ ماں باپ اپنی بچی سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ وہ ان کی آنکھ کا تارا تھی۔

سیّدہ اُمّ طاہر صاحبہ کا بچپن انتہائی پاکیزہ ماحول میں گزرا۔ انہوں نے قرآن کریم حافظ قرآن سے پڑھا۔ جن سے ان کے دو بھائیوں نے قرآن حفظ کیا تھا۔ تیسرے بزرگوار بھائی نے جوانی میں خود قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ وہ اکثر گھوڑے کی سواری بھی کرتی تھیں۔ ان کی بچپن کی سہیلیاں بتاتی ہیں۔ کہ وہ نہایت دلیر اور ہنس مکھ تھیں۔

حضرت سیّد عبدالستار شاہ صاحب کی تمام اولاد نیک۔ متقی۔ مخلص اور خادم دین تھی۔ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے عاجزہ کو بتایا کہ مجھے وہ دن بھی یاد ہے۔ جب سید عزیز اللہ شاہ صاحب اور سید محمود اللہ شاہ صاحب ہمارے ہاں آئے وہ چھوٹے سے تھے۔ انہوں نے رومی ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں اور دونوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو قرآن کریم سنایا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت بانی سلسلہ نے اس خاندان کو ان کی نیکی اور پاکیزگی کی وجہ سے "بہشتی ٹبّر" کے الفاظ سے نوازا۔ اپنی وصیت میں حضرت سید ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے۔ "کہ قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل بھی کبھی مجھے فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ نے اپنی اولاد کی خوب تربیت اور پرورش کی ہے۔ جس سے ہم کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔"

حضرت سید ڈاکٹر صاحب ۱۹۰۷ء میں رخصت لے کر قادیان تشریف فرما تھے۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے گھر بطور مہمان قیام پذیر تھے۔ انہیں دنوں صاحبزادہ مبارک احمد پسر حضرت اقدس بانی سلسلہ شدید بیمار ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب نہایت نیک سیرت اور حلیم الطبع تھے۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بہت پیارے تھے۔ اسی بیماری کے دوران ایک خواب کی بنا پر حضرت اقدس بانی سلسلہ نے حضرت سیّد عبدالستار شاہ صاحب کی دختر ننھی مریم کو صاحبزادہ مبارک احمد کی دلہن بنانے کے لئے منتخب کیا۔ حضرت سیّد ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے نہایت خوشی سے اس رشتہ کو پسند کیا۔ اور ۳۰ر اگست ۱۹۰۷ء کو حضرت مولوی نور الدین صاحب نے صاحبزادہ مبارک احمد کا نکاح بعد نماز عصر پڑھا۔ اس وقت ان کی عمر آٹھ برس اور سیدہ مریم بیگم صرف اڑھائی سال کی تھیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کی بیگم صاحبہ نے ایک عورت کے ہاتھ مٹھائی بھجوائی۔ جب وہ سینی لے کر اوپر حضرت اماں جان (اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے) کے پاس گئی۔ تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ وہاں ٹہل رہے تھے آپ نے بھی دیکھا۔ سینی میں مٹھائی تھی۔ اور -/۱۰۱ روپیہ تھا۔ حضور نے روپے واپس کر دیئے اور مٹھائی رہنے دی۔ (یہ واقعہ حضرت شاہ صاحب نے بھی بیان کیا۔ اور مصباح میں بھی ایک دفعہ چھپا)

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نکاح کے بعد صرف چند روز بقید حیات رہے۔ اور ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء کو وفات پا گئے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ان کی وفات پر جو اشعار کہے۔ وہ ان کے کتبہ پر درج ہیں۔ پہلا شعر ہے ؎

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد۔ جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے۔ ہمارے دل کو حزیں بنا کر

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ اڑھائی برس کی عمر میں بیوہ ہو گئیں جس کا قدرتی طور پر ان کی والدہ محترمہ کو انتہائی رنج تھا۔ وہ اکثر غمگین رہتیں۔ اور شب و روز اپنی "ننھی نورچشمی" کے لئے نہایت خلوص قلب اور تضرع سے دعائیں مانگتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبولیت بخشی۔ اور خواب میں انہیں دکھایا گیا۔ کہ حضرت سیدہ مریم بیگم نے سونے کا زریں تاج پہنا ہوا ہے۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب نے بتایا۔ کہ اس خواب کے بعد ان کی والدہ صاحبہ کا فکر دور ہو گیا۔ اور انہیں یقین تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی لختِ جگر کے لئے بہترین سامان پیدا کرے گا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سیرت المہدی حصہ دوم میں حضرت اماں جان کی روایت بیان کرتے ہیں:۔

"حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب مبارک احمد فوت ہو گیا اور مریم بیگم جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی۔ بیوہ رہ گئی تو حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ یہ لڑکی ہمارے گھر میں آ جائے تو اچھا ہے۔ یعنی ہمارے بچوں میں سے ہی کوئی اس کے ساتھ شادی کرے تو بہتر ہے۔"

حضرت اقدس بانی سلسلہ کی اس وصیت کے ماتحت حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی دختر سیدہ مریم بیگم کو اپنی زوجیت کا فخر بخشا۔ ۷ر فروری ۱۹۲۱ء کو بیت المبارک میں سید سرور شاہ صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ آپ نے نہایت لطیف اور دلکش انداز میں کہا۔

"حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کا درثمین میں ایک شعر ہے۔ جس میں آپ اپنی اولاد کے متعلق فرماتے ہیں ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے انکو جو مجھ کو دیا ہے

اس شعر سے کم از کم اتنی بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ جس بات کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے لئے فضل سمجھا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ وہ آپ کے صاحبزادوں میں سے کسی ایک کو یا سب کو فرداً فرداً ضرور ملے گی۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مجھے اس بات کا یقین تھا۔ اور اس وقت یقین تھا۔ جب اس نکاح کا پتہ ہی نہ تھا۔ کہ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کا نکاح سادات میں ہوگا۔ چنانچہ کئی سال ہوئے۔ میں نے اپنے گھر میں بیان کیا کہ اسی جگہ جہاں آج ہو رہا ہے نکاح ہوگا۔"

۲۱ فروری کو حضور (فضل عمر) (اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند فرمائے) کے نکاح ثالث کی تقریب رخصتانہ نہایت سادگی سے عمل میں آئی۔ یہ دن نہایت مبارک اور خوشی کا دن تھا مختلف احباب نے مبارکباد کی نظمیں سنائیں جو سلسلہ کے اخباروں میں بھی چھپی ہیں۔ چند ایک اشعار جو مجھے اخویم بزرگوار بریگیڈیر ڈاکٹر غلام احمد کی کتاب میں ملے۔ درج ذیل ہیں

بھائی صاحب (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا رہے) ان دنوں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں طالب علم تھے۔

آج کیا شان ہے۔ فضلِ رحمان ہے
شادی محمود کی۔ پسرِ مسعود کی
اور موعود کی۔ ہے آج مہربان
پیارے محمود کو سب مبارک دو
اور دعا بھی کرو۔ پائے لمبا زمان

اس طرح حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دوہری بہو بن گئیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اپنے مضمون میں اس شادی کے متعلق فرماتے ہیں۔

"یہ ایسا امتیاز ہے۔ جو حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی بہوؤں میں سے کسی اور کو حاصل نہ ہوا۔ چنانچہ میں سیدہ صاحبہ کو ان کا یہ امتیاز اکثر یاد کرایا کرتا تھا۔ اور وہ اسے سن کر بہت خوش ہوتی تھیں۔ اور کئی دفعہ کہا کرتی تھیں۔ کہ دعا کریں۔ آخرت میں بھی میں حضرت اقدس بانی سلسلہ کے پاک وجود اور آپ کے خاندان کا حصہ بن کر رہوں۔"

حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ کے ذاتی جوہر شادی کے بعد نکھر کر سامنے آئے۔ آپ کی خداداد قابلیت اور اس پر قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کی تربیت سونے پر سہاگہ کا کام کر گئی۔ آپ غیر معمولی خوبیوں کی مالک تھیں۔

۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء میں حضور نے لجنہ اماء اللہ جیسی عالمگیر تحریک کی بنیاد رکھی۔

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ ان ابتدائی چودہ ممبرات میں سے تھیں۔ جنہوں نے اس سکیم پر دستخط کئے۔ قیام لجنہ اماء اللہ کے بعد پہلی ذمہ داری جو ممبرات لجنہ اماء اللہ پر ڈالی گئی وہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کی تھی۔ الفضل سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۲۲ء کے جلسہ سالانہ میں حضرت مریم بیگم صاحبہ منتظمہ سٹیج و جلسہ گاہ تھیں۔ اس ڈیوٹی کو انہوں نے احسن طور پر نبھایا۔

مالی قربانی میں حضرت سیدہ موصوفہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ تحریک برائے چندہ بیت الحمد برلن میں حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ نے طلائی گلوبند اور کچھ نقدی دی۔

دسمبر ۱۹۲۴ء حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کی زندگی میں اہم موڑ لایا۔ نومبر ۱۹۲۴ء میں حضور سفر انگلستان سے کامیاب و کامران واپس آئے تو حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ چند روز کے بعد وفات پا گئیں۔ حضور کے دل پر حضرت سیدہ کے تین بچوں کی پرورش کا سخت بوجھ تھا۔ اس کام کے لئے آپ کی نظرِ انتخاب حضرت سیدہ اُمِ طاہر پر پڑی۔ اور آپ نے بچے ان کے حوالے کئے۔ حضرت سیدہ اُمِ طاہر نے نہایت خندہ پیشانی سے ان کی پرورش کی ذمہ داری سنبھالی۔ حضرت فضل عمر نے اپنے مضمون "میری مریم" میں لکھا ہے:۔

انیس سالہ لڑکی کا یکدم تین بچوں کی ماں ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مگر انہوں نے خوشی سے اور جوش سے اس بوجھ کو اٹھایا۔ اور میری اس وقت مدد کی۔ جب ساری دنیا میں میرا کوئی مددگار نہ تھا۔ انہوں نے مجھے اس ذمہ داری سے سبکدوش کیا۔ جس سے سبکدوش ہونا میرے بس کی بات نہ تھی۔ میری نظروں کے سامنے وہ نظارہ آج بھی ہے۔ جب میں قیوم اور رشید کو (موصوفہ) کے پاس لایا۔ اور انہوں نے پرنم آنکھوں سے ان کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ کہ اب سے میں تمہاری امی ہوں۔ اور یہ سہمی ہوئی بچیاں بھی اس وقت سسکتی ہوئی ان کے گلے لگ گئیں۔"

حضرت سیدہ امۃ الحی کی وفات کے بعد حضور نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک سکول کا افتتاح ۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء کو فرمایا جس کا نام مدرسۃ الخواتین رکھا گیا۔ اس میں دینی و دنیوی علوم کی تربیت دی جاتی تھی اس میں حضور بنفسِ نفیس تعلیم دیتے تھے۔ اور بزرگ بھی۔ خواتین کو عربی۔ انگریزی۔ ترجمہ قرآن کریم وحدیث، ہسٹری جغرافیہ وغیرہ پڑھاتے تھے۔

حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ بھی اس مدرسہ میں داخل تھیں۔ (یہ مدرسہ ۱۹۲۹ یا ۱۹۳۰ء تک جاری رہا)۔

حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ کی علم دوستی کو ملحوظ رکھتے ہوئے لجنہ اماء اللہ نے ان کی یادگار کے طور پر امۃ الحی لائبریری قائم کی۔ جس کا افتتاح ۳۰ اکتوبر کو کیا گیا اور اس کی مہتمم حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ مقرر کی گئی تھیں

جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء میں حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ قادیان کی سالانہ رپورٹ پڑھتے ہوئے فرمایا۔

" اس موقعہ پر جنابہ مریم بیگم صاحبہ حرم ثانی حضرت فضل عمر...... کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ جو کہ اس لائبریری کی مہتممہ ہیں۔ کہ انہوں نے قلیل مدت میں انتظامات لائبریری کو بحسن و خوبی سرانجام دیا (اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا دے)"

حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ لجنہ اماء اللہ کے اور جماعتی کاموں میں نہایت ذوق شوق سے حصہ لیتی تھیں۔ مارچ ۱۹۲۹ء میں لجنہ اماء اللہ نے مدرستہ البنات کی عمومی نگرانی کا کام اپنے ہاتھ میں لیا اور حضور کی منظوری سے گرلز سکول میں ممبرات باری باری معائنہ کے لئے جاتی تھیں۔ مکرم ناظر صاحب تعلیم و تربیت کی تجویز پر معائنہ کیلئے ایک سب کمیٹی بنائی گئی جس کی پانچ ممبرات تھیں۔ حضرت سیدہ اُمِ ناصر احمد صاحبہ اس کمیٹی کی صدر تھیں۔ اور حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ سیکرٹری مقرر ہوئیں۔ اس برس کی سالانہ رپورٹ لجنہ اماء اللہ سے پتہ لگتا ہے کہ گرلز سکول کا پانچ دفعہ معائنہ کیا گیا۔ اور جب ہیڈ ماسٹر صاحب نے نویں جماعت کے لئے سپروائزر لجنہ سے طلب کی تو حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا۔

اسی برس الفضل کا خاتم النبیین نمبر نہایت شاندار طریق سے نکالا گیا۔ جس میں اہل علم حضرات کے علاوہ جماعت کی خواتین نے بھی مضامین لکھے۔ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ کا مضمون بھی اس میں شامل تھا۔ چنانچہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا آپ کا نمایاں وصف تھا۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ سے پتہ لگتا ہے کہ ہر جماعتی کام میں آپ شامل رہتیں۔ اور ۱۹۲۹ء کے جلسہ سالانہ میں مستورات نے بھی تقاریر کیں۔ حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ نے جو امۃ الحی لائبریری کی نگران تھیں۔ اپنی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اور چندہ کی تحریک کی۔ اس جلسہ کے تیسرے دن صدارت بھی آپ نے فرمائی۔

۱۹۳۰ء کے جلسہ سالانہ خواتین کی منتظمہ بھی حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ تھیں۔ جماعتی کاموں میں جلسہ سالانہ کا انتظام کرنا نہایت اہم ذمہ داری ہے۔ آپ جب تک زندہ رہیں۔ اس سارے انتظام کی جان اور روح رواں تھیں۔ اس موقعہ پر اور خواتین کو بھی پورے شوق اور انہماک سے ساتھ لگائے رکھتیں۔ اس جلسہ میں آپ نے "عورتوں کی اصلاح خود ان کے ہاتھ میں" کے موضوع پر تقریر کی۔

ایام جلسہ میں خواتین کی دستکاری کی نمائش بھی مرکزی لجنہ اماء اللہ کے زیر اہتمام منعقد کی گئی۔ نمائش میں انعامات بھی دیئے گئے۔ حضرت سیدہ موصوفہ کو موتیوں کے کام میں اول آنے پر سلور میڈل دیا گیا۔

۳۱-۱۹۳۰ء میں حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی تعلیمی مصروفیات کے باعث سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کے فرائض حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ نے سرانجام دیئے۔ اور ایک حد تک لجنہ کا کام سنبھال لیا۔

۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر زوروں پر تھی۔ حضور نے مسلمانانِ کشمیر کو غلامی سے آزاد کرانے کے لئے عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ ۱۴ اگست کو پُر زور مظاہرہ کیا جائے جس میں ہر شہری حصہ لے۔ چنانچہ ۱۴ اگست کو مستورات قادیان کا جلسہ بھی زیر صدارت حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ منعقد ہوا۔ جس میں بہت سی خواتین نے کشمیر کے حالات پر تقریریں کیں۔ اور وہ تمام ریزولیوشنز جو آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے تجویز کئے تھے۔ باتفاق رائے پاس کئے گئے۔

آپ نے نہایت اخلاص اور جوش و خروش سے لجنہ کے کاموں میں خدمات سرانجام دیں۔ لجنہ قادیان کے تحت محلہ جات کی تنظیم شروع ہوئی۔ غیر معمولی اجلاس بھی ہوئے۔ ۱۹۳۱ء کے جلسہ سالانہ میں لجنہ اماء اللہ کی سالانہ رپورٹ میں حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ نے بتایا۔ کہ مرکزی لجنہ قادیان کا تعلق لجنات اندرون ملک اور لجنات بیرون ہندوستان سے قائم رہا۔ آپ اس برس بھی منتظمہ جلسہ گاہ تھیں۔

حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات حسرت آیات پر ۱۹۳۳ء سے باقاعدہ سیکرٹری مرکزی لجنہ اماء اللہ قادیان کا عہدہ حضرت سیدہ اُمِ طاہر صاحبہ کے سپرد ہوا۔ اور اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے تک آپ برابر اس عہدہ پر فائز رہیں۔ آپ نے نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو چلایا۔ آپ ان گنت خوبیوں کی مالک اور صفات عالیہ سے متصف تھیں۔

اس پر حضور کی تربیت اور رہنمائی نے چار چاند لگا دیئے۔ اور لجنہ اماء اللہ کو ایسی بلندیوں پر پہنچایا۔ کہ آج وہ ایک عالمگیر تنظیم ہے۔ جس کی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔

لوگوں کے بغضوں سے اور کینوں سے کیا ہوتا ہے
جس کا کوئی بھی نہیں اُس کا خدا ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کل اور آج

امۃ الباری ناصر

میں کچھ لکھ رہی تھی۔ بیٹی برابر کوئی نہ کوئی بات پوچھنے کے لئے امی امی کہہ کر ساری توجہ ہٹا دیتی۔ میں نے بڑے پیار سے سمجھایا کہ بیٹا جب میں جملہ لکھ رہی ہوتی ہوں تو بات مت کیا کیجئے۔ مجھے پھر سے سوچنا پڑتا ہے اور پھر تھوڑے سے کام میں بہت وقت لگتا ہے۔ اس نے نظریں اپنی کتاب پر جما دیں جیسے اُسے بہت اچھی طرح میری پریشانی کا اندازہ ہو گیا ہے۔ چند سیکنڈ کے بعد جب دوبارہ لکھنا شروع کیا۔ "امی آپ کا جملہ مکمل ہو گیا۔ اب میں بات کر لوں" اس نے دھیرے سے کہا۔ جملہ کیا مکمل ہوتا مجھے بہت ہنسی آئی۔ کاغذ میں رکھ کر پوچھا اچھا بتائیے آپ کو اب کیا کہنا ہے۔ امی۔ دیکھیں ہمارا نام ... جہاں بھی کوئی لفظ ق یا قا سے شروع ہونے والا مل جائے یہ اس کو 'ہمارا' نام لگتا ہے اور بھاگی بھاگی ہمیں دکھانے چلی آتی ہے اس طرح احمد کے بعد چھوٹی 'ی' یا 'یہ' لکھا ہو پھر بھی اسے یہ ہمارا نام لگتا ہے۔ میرا خیال ہے آپ سب بچوں کو بھی قاعدہ کتاب اور اخبار میں ق سے قادیان ہی یاد آتا ہوگا۔ آپ میں سے بہت کم بچوں نے قادیان دیکھا ہوگا مگر قادیان کا لفظ سن سن کر اس سے پیار ضرور ہوگا۔

میں نے قادیان میں سکول جانا شروع کیا تھا۔ بڑی بہنیں سکول جاتی تھیں اور عالم کی دکان سے میٹھی املی ملتی تھی اس لئے سکول جانا بُرا نہ لگا۔ بڑی بہن کے ساتھ جا کر کلاس میں بیٹھ گئی۔ آدھی چھٹی میں پیاس لگی تو پانی پینے گھر آ گئی۔ بیگ جہاں رکھا تھا وہیں چھوڑ آئی۔ قادیان میں بہت کم دن سکول گئی تھی۔ ابا جان کو علم ہوا کہ میں سکول جاتی ہوں تو حیران ہوئے اور میرا ٹسٹ لیا۔ تختی پر کچھ الفاظ لکھوائے۔ اس ٹیسٹ میں کامیاب ہوئی اور ابا جان نے جس انعام سے نوازا وہ کسی قدر زیادہ تھا اس لئے ساتھ یہ ہدایت بھی دی کہ اسے خرچ کس طرح کرنا ہے۔ سکول کے راستے میں ایک بازار تھا۔ اس میں ایک پھل کی دکان تھی۔ میرا انعام دوکاندار کو دے دیا گیا کہ میں روزانہ وہاں سے اس وقت تک مرضی کا پھل لے سکتی ہوں جب تک حساب برابر نہ ہو جائے۔

سکول جانا کیوں بند ہوا۔ اس وقت یہ سمجھ نہیں تھی۔ سب کے متفکر چہرے یاد ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم کے ہنگامے ہو رہے تھے۔ ابا جان نے ہمیں ایک کمرے میں جمع کیا اور سمجھایا کہ اگر کوئی پکڑنا چاہے تو چھری سے گلا کاٹ لینا مگر ان کے ساتھ نہ جانا۔ سب بہت سہمے سہمے رہتے۔ بڑی بہنیں اور ان کی سہیلیاں مختلف قسم کے کام کر رہی ہوتی تھیں۔ کوئی فرسٹ ایڈ کا سامان بنا رہی ہیں تو کوئی تصویروں کے پرانے نیگٹو کاٹ رہی ہیں۔ سفر پر جانے کی تیاری بھی ہوتی۔ پھر ایک دن امی ہم سب کو لیکر صبح سڑک کے کنارے بیٹھیں تو شام تک وہیں بیٹھے رہے۔ کسی ٹرک یا بس والے نے ہمیں نہ بٹھایا۔ اور جب ٹرک والے نے بٹھایا تو اس طرح کہ نیچے سے کسی نے اچھالا اور اوپر سے کسی نے دبوچا اور جتنے لوگ ممکن ہو سکے ٹرک میں ٹھونس دیئے۔ میری جگہ اگلی ریلنگ کے ساتھ تھی۔ میں اُسے پکڑ کر سارا راستہ کھڑی رہی۔ میں نے سڑک کے کناروں پر لیٹے ہوئے بہت لوگ دیکھے تھے وہ زندہ نہیں تھے یہ بعد میں امی نے بتایا تھا۔

"سکول سے تو چھٹیاں ہو گئی ہوں گی"۔

بیٹی کو موضوع بدلنا پڑا۔ کچھ دن تو چھٹیاں رہیں۔ ہم جس جگہ رات کو پہنچے گھپ اندھیرا تھا۔ ایک کمرے میں کئی کئی خاندان تھے۔ بہت کم کھانا ملتا تھا ہم سارا دن کھیلتے رہتے۔ یہ لاہور کا رتن باغ تھا۔ بڑی سی عمارت تھی پھر وہاں بھی ایک سکول کھول دیا گیا تھا۔

آپ کس کلاس میں تھیں۔ پہ پی، نرسری، کے جی وَن، ٹو۔؟

"ہمارے زمانے میں یہ سب کلاسیں نہیں ہوتی تھیں۔ کچی پکی پہلی ہوتی تھی اور عموماً مائیں پہلے قرآن پاک مکمل پڑھوا کر پہلی یا دوسری میں داخل کرتی تھیں۔

"لاہور میں آپ کا سکول کیسا تھا بنچوں پر بیٹھتے تھے یا الگ الگ کرسی ملتی تھی؟

ہمارے سکول میں نہ کرسیاں تھیں نہ بنچ تھے حتیٰ کہ سب استانیوں صاحبہ کے پاس بھی کرسیاں نہیں تھیں۔ ہمارا سکول ایسا تھا کہ کچھ درختوں کے ارد گرد قنات لگا دی گئی تھی۔ ایک ایک کلاس ایک ایک درخت کے نیچے بیٹھتی کہیں سے کوئی اینٹ پتھر تلاش کر کے اس پر بیٹھ جاتے۔ ہمارے پاس کوئی بیگ کتابیں کاپیاں نہیں تھیں۔ ہمارا سب کچھ قادیان میں رہ گیا تھا۔ استانی صاحبہ ہمیں اردو پڑھاتیں۔ سوال کرواتیں سب کچھ زبانی ہوتا تھا پھر وہ ہم سے سوتیں سنتیں۔

جس پیڑ کے نیچے ہماری جماعت بیٹھتی تھی کچنار کا تھا۔ ہم آدھی چھٹی کے وقت کچنار چن کر گڑ یا گڑیا کھیلتے تھے اور اس کا کھانا پکاتے تھے۔ آپ کا یونیفارم کیسا تھا؟

ہمارا یونیفارم ——؟ بیٹا ہمارے پاس تو پہننے کے لئے کپڑے بھی مشکل سے ہوتے تھے۔ کوئی یونیفارم نہیں تھا۔ کوئی بھاری بیگ نہیں تھے۔ کوئی قیمتی کتابیں نہیں تھیں، ہم سلیٹ پر ایک سوال کرتے پھر مٹا کر دوسرا کر لیتے۔ تختی پر اردو کی املا کرتے اور تختی دھو کر دوبارہ تیار کر لیتے۔ جب ہم ربوہ آگئے تو لمبے لمبے تختے ہوتے تھے اپنے اپنے آگے بیگ رکھ کر بیٹھ جاتے تھے

"ایسے سکول میں دل تو نہیں لگتا ہوگا"۔

ہمارا بہت دل لگتا تھا۔ ہمیں استانیاں بہت پیار سے پڑھاتی تھیں اور ہم ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ہمیں گھروں میں استانی صاحبہ کی عزت کرنے پر اتنا زور دیا جاتا تھا کہ ہم ان کو اپنی ماں یا بڑی بہن کی طرح سمجھتے تھے اور وہ بھی ہمیں سکھا پڑھا کر بہت خوش ہوتی تھیں۔

ہمیں اپنی استانیوں کی باتیں اب تک یاد ہیں۔ جس بات سے منع کیا دوبارہ نہیں کی اور جس بات کا حکم دیا وہ یاد رکھا۔ اس طرح پڑھائی بھی ہوتی رہی اور اچھی عادتیں بھی سیکھتے گئے۔

مار پڑتی تھی ——؟

ضرور پڑتی ہوگی غلطی پر اگر استاد کچھ کہے تو ہمارے لئے اچھا ہی ہے پھر غلطی کرنے سے ڈر لگتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ غلطی ختم ہو جاتی ہے

اب آپ اپنی کتاب پڑھیں اور میں کچھ لکھ لوں اور یہ یاد رکھیں کہ جب کوئی بات کر رہا ہو یا لکھ رہا ہو تو درمیان میں بولتے نہیں۔ ٹھیک ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"

"دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے"

پس

۱۔ اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔
۲۔ عہدیداران جماعت اور مربیان کرام قرآن کریم پڑھانے کا باقاعدہ انتظام کریں
۳۔ مجالس موصیان۔ انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اور لجنات بھی تعلیم القرآن کے لئے بھرپور کوشش کریں۔

یاد دہانی

تعلیم القرآن کے پروگراموں کو رائج کرنے کیلئے واقفینِ عارضی کی فوری ضرورت ہے۔ پس جماعت کا ہر فرد مرد ہو یا عورت ہر سال کم از کم دو ہفتے وقف کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنے۔

"اے زمین و آسمان کے نور! تو ایسے حالات پیدا کر دے کہ دنیا کا مشرق بھی اور دنیا کا مغرب بھی۔ دنیا کا جنوب بھی اور دنیا کا شمال بھی نورِ قرآن سے بھر جائے اور سب شیطانی اندھیرے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں۔"

نظارت اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن۔ وقفِ عارضی) ربوہ

نوجوان خدمتِ دین کیلئے وقف کریں (حضرت فضل عمر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

روایات ایک جتھہ بنا دیتی ہیں۔ اسی لئے روایتوں کا محفوظ رکھنا قوم کی ترقی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس لئے یورپ میں سکولوں اور کالجوں نے اپنے اپنے ماٹو مقرر کئے ہوئے ہیں اور طلباء اور پروفیسروں کا کام ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کریں اور پھر انہیں دوسروں کے اندر بھی جاری کرنے کی کوشش کریں۔ ہندوستان میں صرف علی گڑھ کالج تھا جس نے اپنی روایات کو قائم رکھنے کی بنیاد ڈالی۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل طلباء ہمیشہ دوسروں سے ممتاز رہے اور انہوں نے بڑی وسیع حوصلگی دکھائی ہے اور اچھے کام کئے ہیں۔ اسی طرح آکسفورڈ اور کیمبرج کے فارغ التحصیل طالب علم بھی اپنی TRADITIONS اور روایات کو قائم رکھتے ہیں یورپ میں ہر کالج نے اپنا اپنا ماٹو بنایا ہوا ہے۔ یہاں بھی کالج کو اپنا کوئی نہ کوئی ماٹو مطمح نظر اور مقصد قرار دینا چاہیئے اور اسے ہر وقت سامنے رکھنا چاہیئے۔ مثلاً سچائی اور قربانی ہے اگر یہ ماٹو بنا دیا جائے اور کوشش کی جائے کہ کالج کی سٹوڈنٹس کے اندر یہ اخلاق نمایاں طور پر پیدا ہوں تو اس کا فائدہ یہ ہو کہ جہاں بھی لڑکی جائے گی یہ ماٹو اس کے سامنے آجائے گا۔ اور وہ اس کو پھیلانے کی پوری کوشش کرے گی پھر ماٹو مقرر کرنے کے بعد کالج کے منتظمین کتابوں اور کاپیوں پر اس کی مہریں لگا دیتے ہیں۔ قمیصوں پر گلے کے قریب ویسے نشان لگا دیتے ہیں اس طرح آہستہ آہستہ کالج سے نکل کر ایک نسل تیار ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ پہلے سٹوڈنٹس ہوتے ہیں۔ پھر ان کی اولاد ہوتی ہے۔ پھر ان کے پوتے ہوتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ آگے چلتا جاتا ہے۔ اور انہیں یگانگت اور وحدانیت کا احساس ہوتا جاتا ہے۔ جس طرح خاندان چلتا ہے اسی طرح اس خاندان میں ایک ریت چلتی چلی جاتی ہے۔ مثلاً آکسفورڈ کا ایک فارغ التحصیل طالب علم جب دوسرے شخص کے کپڑے پر آکسفورڈ کا نشان دیکھے گا۔ تو وہ اس کی طرف دوڑ پڑے گا۔ اور خوشی سے کہے گا اچھا تم آکسفورڈ میں پڑھتے رہے ہو۔ چاہے وہ فرانس کا ہو۔ جرمنی کا ہو۔ یا کسی اور ملک کا ہو۔ جب بھی وہ آکسفورڈ کے دوسرے طالب علم کو دیکھے گا۔ وہ اس کی طرف بڑھے گا اور اسے تپاک سے ملے گا۔ اسی طرح کیمبرج یونیورسٹی کے طلباء کا حال ہے۔ پس تمہیں بھی اپنی TRADITIONS اور روایات قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تم بھی اپنا ماٹو بناؤ قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ غور کر کے دو تین اخلاق کو دیکھ لیا جاتا ہے۔ اور انہیں ہر چیز پر لکھ لیا جاتا ہے کمروں اور ہال میں اسے لکھ کر لگا دیا جاتا ہے کتابوں اور کاپیوں پر اس کی مہریں لگا دی جاتی ہیں۔ اس سے طالب علم کو وہ باتیں یاد آتی رہتی ہیں۔ اور وہ انہیں ہر وقت سامنے رکھتا ہے۔ پروفیسر بھی اس کا خیال رکھتے ہیں۔ اور طالب علموں کا بھی کام ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ خود انہیں اپنے سامنے رکھیں بلکہ اپنے ساتھیوں میں بھی ان اخلاق کو پیدا کرنے کی تحریک کرتے رہیں۔ پہلے وہ اخلاق ایک مخصوص طبقے میں ہوتے ہیں پھر آہستہ آہستہ اس سے ایک خاندان بن جاتا ہے پس تم بھی اپنا ایک ماٹو بناؤ۔

یہ حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے راضی ہو) کی اس تقریر کا ایک حصہ ہے جو حضور نے سات نومبر ۱۹۵۳ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ہال میں جامعہ نصرت کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات واسناد کے موقعہ پر فرمائی۔

جب خدا تعالیٰ نے مرد کی اہمیت عورت کے لئے اور عورت کی اہمیت مرد کے لئے قائم کر دی تو عورت اپنے جذبات کے ماتحت یہ محسوس کرتی ہے کہ مرد کے بغیر گزارا نہیں۔ مرد یہ محسوس کرتا ہے کہ عورت کے بغیر گزارا نہیں یہ جذبات بتلا رہے ہیں کہ ایسے شرائط طے کرنے والے احمق ہوتے ہیں۔ جذبات کے لئے قانون بنانا ایک حماقت ہے۔ اس کا قانون تو اس وقت بنا دیا گیا تھا جب آدم کا خمیر بن رہا تھا۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم جذبات صحیحہ اور جذبات شریفہ کو بیدار کرتے رہیں۔ ماں اپنے بچے کی اچھی طرح نگہداشت اور تربیت کرنا جانتی ہے اگر اس کے بچے کے لئے قانون بنا دیا جائے کہ پانچ گھنٹے کے بعد اس کا بستر بدلا جائے تو وہ بچہ جسے اسہال کی بیماری ہے کس طرح پانچ گھنٹے ایک بستر میں رہ سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ماں کی فطرت میں رکھ دیا ہے وہ سب کچھ خود کر سکتی ہے۔ بے وقت ہونے والی چیز کے لئے جب بھی قانون بنا دیا جائے گا وہ ہمیشہ انسان کو خراب کرے گا۔ پس انسانی زندگی کے متعلق قانون بنانے کی ضرورت نہیں اسی طرح بعض مخصوص قسم کی تعلیمات کی عورتوں میں ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے بعض لیکچر عورتوں میں مفید ہوتے ہیں۔ مخصوص تعلیم کے لحاظ سے گزشتہ سے پیوستہ سال میں نے تحریک کی کہ لجنہ اماء اللہ قائم کی جائے اس وقت چالیس پچاس لجنات تھیں۔ اس وقت سوا دو سو قائم ہو چکی ہیں۔ مردوں کی جماعتیں ہزار کے قریب ہیں۔ اگر مساوات کا قانون عورت کے لئے ہے تو اس کے برابر لجنات ہونی چاہئیں۔ اگر آدھا ہو تو پھر بھی پانچ سو ہونی چاہئیں۔ عورتیں شور مچاتی ہیں کہ ہمیں مردوں کے برابر ملازمتیں ملنی چاہئیں۔ اگر ڈاکخانوں میں ہسپتالوں میں وہ مردوں کے برابر کام کر سکتی ہیں تو ان کو دین کے معاملے میں بھی برابر کا کام کرنا چاہیئے جس طرح خدا نے مردوں کو پانچ نمازوں کا حکم دیا اسی طرح عورتوں کو بھی یہی حکم ہے۔ جس طرح روزے عورتوں کے لئے ہیں۔ اسی طرح مردوں کے لئے ہیں تو دین کے لئے جس طرح مردوں نے کام کرنا ہے اسی طرح عورتوں نے کوئی وجہ نہیں کہ وہ دین کے میدان میں پیچھے رہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصف دین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھو۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ آدھا دین مردوں کے حصے میں ہے اور آدھا عورتوں کے حصے میں تو پھر اس کے یہ معنی ہیں کہ آدھا دین ایک عورت کے پاس ہے اور باقی آدھا دین تمام دنیا کے مردوں کے پاس ہے۔ کوئی پہلو بھی لے لو تو عورتیں پیچھے نہیں رہ سکتیں۔ پس تمہیں چاہیئے کہ تم دین کی طرف توجہ کرو جو ان پڑھ ہیں انہیں پڑھاؤ۔ اگر کسی جگہ کوئی پڑھی ہوئی نہیں اس جگہ قادیان سے ایسی بوڑھی۔ ادھیڑ عمر کی عورتیں منگوائی جا سکتی ہیں جن کے ساتھ مرد کے جانے کی ضرورت نہ ہو۔ اور جو پانچ چھ ماہ رہ کر انہیں پڑھنا لکھنا سکھا دیں۔ جب تم اپنی زبان میں لکھنا پڑھنا سیکھ لو گی تو تمہارے لئے دین کا سمجھنا آسان ہو جائے گا جہاں کچھ پڑھی ہوئی اور کچھ ان پڑھ عورتیں ہوں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پڑھائیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ پہلے لجنات بنائی جائیں پھر تعلیم کا انتظام کیا جائے اپنی تنظیم کرو۔ اگر تم صحیح طور پر لکھنا پڑھنا سیکھ لو گی تو اپنے علاقے میں آسانی سے دعوت الی اللہ کر سکو گی۔ اس کے بعد تم دیکھو گی کہ جماعت کی تعداد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں گنے بڑھ جائے گی۔ (اگر اللہ نے چاہا تو)

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے) نے خواتین کے جلسہ منعقدہ ۱۹۴۶ء میں جو تقریر فرمائی اس کا لجنہ اماء اللہ نے اپنے الفاظ میں خلاصہ شائع فرمایا تھا۔ اس خلاصے کا یہ ایک حصہ ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۷۲۷ میں ریحانہ بشریٰ زوجہ رفیق احمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر ۲۰۳ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴/۹/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) ایک عدد طلائی سیٹ وزنی ۳ تولہ مالیتی ۹۰۰۰/- روپے (۲) طلائی چوڑیاں وزنی ۴۰ گرام مالیتی ۹۵۰۰/- روپے (۳) انگوٹھیاں لاکٹ کانٹے وزنی ۲ تولہ مالیتی ۶۲۰۰/- روپے (۴) حق مہر دس ہزار روپے کل جائیداد ۳۴,۷۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۱۲۴ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ ریحانہ بشریٰ زوجہ رفیق احمد کوارٹر ۲۰۳ دار الصدر شرقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ منور احمد خان وصیت نمبر ۱۹۱۰۴۔ گواہ شد نمبر۲۔ رفیع احمد کامران ابن محمد شریف صاحب کوارٹر نمبر ۲۰۳ صدر انجمن احمدیہ۔

مسل نمبر ۲۷۲۷۸:۔ میں عذرا بیگم زوجہ چوہدری بشیر احمد صاحب قوم گوجر پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۶۶ء ساکن ہانڈو گوجر ضلع لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۹/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) زیورات طلائی سولہ تولے ۴ ماشہ مالیتی ۳۳,۵۰۰/- روپے (۲) حق مہر دس ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ عذرا بیگم زوجہ چوہدری بشیر احمد صاحب۔ ساکن ہانڈو گوجر ضلع لاہور۔ گواہ شد نمبر۱ اشفاق احمد برادر موصیہ بمقام ہانڈو گوجر ضلع لاہور۔ گواہ شد نمبر۲ بشیر احمد فلیٹ B-19 دیوان گارڈن لاہور۔

مسل نمبر ۲۷۲۷۹:۔ میں کریم ظفر ملک ولد مولانا ظہور حسین صاحب قوم ککے زئی پیشہ تجارت عمر ۴۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار النصر غربی ربوہ حال لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ۱۸/۲ مکان واقع محلہ دار النصر غربی ربوہ مالیتی سات لاکھ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰,۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ کریم ظفر ملک K-I PHASE NO I ڈیفنس سوسائٹی لاہور کینٹ۔ گواہ شد نمبر۱۔ مرزا حنیف احمد دار الصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ چوہدری بشیر احمد L-R-5 دار الصدر شمالی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۷۲۸۰:۔ میں بشیر بیگم بیوہ عبد الحمید صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن A 141 بازار جج محمد لطیف بھاٹی گیٹ لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۹/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) زیورات طلائی چار تولہ مالیتی بارہ ہزار روپے (۲) حق مہر وصول شدہ ۵۰۰/- روپے (۳) نقد رقم ۱۰,۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ بشیر بیگم بیوہ عبد الحمید صاحب مکان A-141 بازار جج محمد لطیف اندرون بھاٹی گیٹ لاہور۔ گواہ شد نمبر۱ محمد صدیق شاکر صدر حلقہ بھاٹی گیٹ۔ گواہ شد نمبر۲ محمد حفیظ نسیم خالد حمید مارکیٹ راوی روڈ لاہور۔

مسل نمبر ۲۷۲۸۱:۔ میں روبینہ منصور بنت ملک منور احمد صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳۴/۲ دار النصر غربی ربوہ حال محمد نگر لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۸/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ روبینہ منصور A-19/6 محمد نگر لاہور گواہ شد نمبر۱ ملک عبد المالک وصیت ۱۷۲۸۸۔ گواہ شد نمبر۲۔ ملک منصور احمد والد موصیہ۔

اخبارِ احمدیہ

اعلان نکاح

عزیزہ منصورہ ناصر صاحبہ بنت مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب سابق مربی سیرالیون (مغربی افریقہ) کا نکاح مکرم چوہدری طاہر سمیع چوہان صاحب ابن مکرم صوبیدار میجر غلام نبی چوہان صاحب ہیمبرگ (مغربی جرمنی) کے ہمراہ بعوض پانچ ہزار پونڈ حق مہر مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۸۹ء کو بیت الذکر لاہور میں مکرم مقصود احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ نے پڑھا تقریب رخصتانہ ۹ دسمبر کو ربوہ میں عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری نے دعا کروائی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

درخواست دعا

○ عزیزم فہد بلال بخاری ابن مکرم سید زین العابدین بخاری صاحب (لاہور) گردہ میں درد کی وجہ سے بیمار ہے۔

○ مکرم محمد یوسف صاحب سجاد مربی سلسلہ کی اہلیہ صاحبہ (جن کے ہاں مردہ بچی پیدا ہوئی ہے) بہت علیل ہیں۔

○ مکرم راجہ عبد الرؤف صاحب اپنے والدین کی صحت و درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ مکرم حکیم بشیر احمد صاحب کی بیٹی امۃ الرفیق بشریٰ صاحبہ نے ایم اے عربی کا امتحان دیا ہے نیز مکرم ڈاکٹر عبد السمیع صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی تین بچیاں مختلف اعلیٰ تعلیمی مراحل طے کر رہی ہیں۔ انکی طرح بہت سی دیگر بچیوں اور بچوں کے بھی امتحان ہو رہے ہیں۔

○ محترمہ حمیدہ صابرہ صاحبہ کے چھوٹے بھائی سردار عبد السلام صاحب بہت سالوں سے ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم سردار عبد الحمید صاحب کا ۱۹ دسمبر کو لاہور میں دائیں آنکھ کا موتیا کا اپریشن ہوا ہے۔

○ امتہ الکافی بشیر صاحبہ مختلف عوارض سے بیمار ہیں اور لاہور میں زیر علاج ہیں

○ عزیزہ ناصرہ نزہلیہا کا اتفاق ہاسپٹل میں پتہ کا اپریشن ہوا ہے۔ پتے کے ساتھ اپنڈکس بھی نکال دی گئی ہے۔ اپریشن پیچیدہ تھا درد اور تکلیف کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہیں۔

○ مکرم سردار عبد الشکور صاحب کو گاہے بگاہے دل کی تکلیف ہو جاتی ہے

○ مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب شوگر اور سینہ کی تکلیف کی وجہ سے جھنگ میں بیمار ہیں۔

قارئین کی خدمت میں ان سب احباب و خواتین کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب شادی

مکرم عمر احمد صاحب طیب ابن مکرم منظور احمد صاحب دار الرحمت وسطی ربوہ کا نکاح عزیزہ امتہ النصیر صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب فیروز پوری، کے ہمراہ بعوض پچیس ہزار روپے حق مہر مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۸۹ء کو بیت النصرت میں مکرم نسیم سیفی صاحب نے پڑھایا۔ ۲۷ دسمبر کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اگلے روز ۲۸ دسمبر کو مکرم منظور احمد صاحب نے اپنے مکان "العمر" میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس کے آخر میں مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ناظر مال (آمد) نے دعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے خیر وبرکت کا باعث بنائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نادار مریضوں کے علاج کیلئے فضلِ عمر ہسپتال کو عطایا بھجوائیں

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں نادار اور مستحق مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے. جماعت کے صاحبِ حیثیت اور مخیر احباب سے گذارش ہے کہ وہ اپنے نادار بھائیوں کے علاج کے لئے "مد امداد مریضان" میں زیادہ سے زیادہ عطیات بھجوائیں۔ یہ عطیہ جات براہِ راست مد امداد مریضان خزانہ صدر انجمن احمدیہ یا ہسپتال کے ذریعہ جمع کروائے جا سکتے ہیں.

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال

خبریں

ملکی خبریں

٥ وزیرِاعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ وہ مڈٹرم انتخابات کرانے کیلئے تیار ہیں۔ اگر اپوزیشن مطالبہ کرے گی تو ہم اس سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ اصولی طور پر عوام نے عام انتخابات کے بعد جو فیصلہ دیا ہے اسے قبول کرنا چاہیئے اور آئین میں درج مدت کیلئے ہم کو حکومت کرنے کا موقع دیا جائے۔

٥ برطانیہ کے اخبار انڈی پینڈنٹ نے بتایا ہے کہ وزیرِاعظم بے نظیر بھٹو اپریل میں عام انتخابات کا اعلان کر سکتی ہیں۔ یہ اعلان اچانک ہو سکتا ہے۔ اس مقصد کیلئے وزیرِ اعظم نے چیف الیکشن کمشنر سے ملاقات کر کے یہ معلوم کیا کہ آیا الیکشن کمشن فوری طور پر انتخابات کے لئے تیار ہے یا نہیں۔

٥ پاکستان ٹیلی ویژن اور حکومت کی میڈیا پالیسی کے خلاف اسلام آباد میں ۸۰۔ اراکین قومی اسمبلی نے مظاہرہ کیا۔ مظاہرہ پُر امن تھا۔ تاہم اس میں بلوچستان نیشنل الائنس کا کوئی رکن اسمبلی شامل نہ تھا۔

٥ وزیرِاعظم بے نظیر بھٹو نے گذشتہ روز چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ سے ایک ملاقات کی اس ملاقات کیلئے چیف آف آرمی سٹاف خفیہ طور پر وزیر اعظم کے پاس پہنچے۔

٥ متحدہ اپوزیشن نے جوایجی ٹیشن شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اسکے بارے میں سابق وزیرِ اعظم محمد خان جونیجو نے کہا ہے کہ اس کو مسلم لیگ کی تائید حاصل نہیں۔

٥ ذکریا ایکسپریس ایک بار پھر حادثے سے بال بال بچ گئی۔

غیر ملکی خبریں

٥ وزیرِاعظم بے نظیر بھٹو کی کتاب "ڈاٹر آف دی ایسٹ" (دخترِ مشرق) کا سویڈش زبان میں بھی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ مختلف اخبار میں اس پر تبصرے شائع ہوئے ہیں۔ ایک تبصرہ نگار نوٹاسٹنل تھرونل نے لکھا ہے کہ وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے ختم ہونے کے گیارہ سال بعد اور انہیں پھانسی ہونیکے صرف سات سال بعد ان کی بیٹی بے نظیر بھٹو کا وزیرِ اعظم منتخب ہونا انصاف کی زبردست فتح ہے۔

٥ اسرائیل کے زیرِ قبضہ علاقوں میں فلسطینی صیہونیوں کے خلاف اپنی جدوجہد میں اپنے ساتھیوں کو اسرائیلی فوجیوں کی نقل و حرکت سے باخبر رکھنے کیلئے پتنگوں کو استعمال کر رہے ہیں۔ سرخ پتنگ کا مطلب یہ ہے چند ایک فوجی علاقے میں موجود ہیں۔ سبز پتنگ کا مطلب زیادہ تعداد میں فوجی مراد ہیں اور رنگ برنگی پتنگ کا مطلب ہے کہ علاقہ فوجیوں سے خالی ہے۔

٥ مقبوضہ کشمیر کے تیرہ شہروں میں بھارتی تسلط کے خلاف زبردست مظاہرے ہوئے جن پر فوج اور پولیس نے فائرنگ کی جس سے سارے مقبوضہ کشمیر میں ۲۵ مسلمان شہید ہو گئے کئی شہروں اور قصبوں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ گذشتہ جمعہ کو کشمیری مسلمانوں نے ۱۹۴۹ء کی قراردادِ اقوامِ متحدہ کی سالگرہ منائی جسمیں کشمیری عوام کو اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنیکا اختیار دیا گیا تھا۔

٥ آذربائیجان کے مسلمانوں نے ترک سرحد پر عائد شدہ رکاوٹیں توڑ ڈالیں یہ مسلمان ہمسایہ ملکوں میں آمدورفت کی اجازت ملنے کیلئے مظاہرہ کر رہے تھے۔

٥ بلغاریہ کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ ترک مسلمان اقلیت کے تمام تر حقوق بحال کئے جائیں گے۔

٥ رومانیہ کی لبرل پارٹی نے سابق شاہ سے تخت سنبھالنے کی درخواست کر دی ہے۔ سابق شاہ ۱۹۴۷ء سے معزولی کیبعد سوئٹزرلینڈ میں مقیم ہیں۔

سرزمینِ قادیان کا اوّلین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴۷، ربوہ فون ۹۰۶
ملتان فون ۳۱۰۲۶، قلعہ کالروالا، کراچی

تبدیلیٔ نام

عزیزہ ثریا ناز بنت حافظ محمد صدیق صاحب. جو کہ تحریک وقفِ نو میں شامل ہے کا حضور انور نے امۃ المعین نام عطا فرمایا ہے۔ عزیزہ کا اب یہی نام ہے۔ قارئین الفضل مطلع رہیں۔

قابلِ تقلید

تحریک وقف عارضی میں گذشتہ سال (یکم جنوری تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۹ء) ضلع لاہور کا سالانہ کوٹہ ۵۵۰ واقفین تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس عرصہ میں ضلع لاہور سے ۱۴۱۷ فارم موصول ہوئے۔ جس کے لئے مکرم عبدالمالک صاحب صدر مجلس موصیاں لاہور نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے سبھی دوستوں کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور سب واقفین و واقفاتِ عارضی کے وقف کو قبول کرتے ہوئے انہیں دین و دنیا میں نمایاں ترقیات سے نوازے۔

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی ربوہ

توسیع اشاعت

مندرجہ ذیل احباب و خواتین نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

۱۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ راجہ زین العابدین صاحب دارالبرکات ربوہ ... ۱۰۰۔۰۰ روپے

۲۔ محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک بشیر علی صاحب کنجاہی۔ ربوہ ... ۱۰۰۔۰۰ روپے

۳۔ مکرم راجہ عبدالرؤف صاحب (از طرف والدین) ۱۰۰۔۰۰ روپے

ضرورت سیکورٹی گارڈز و ڈرائیور

کراچی کے ایک ادارہ کو چند سیکورٹی گارڈز اور ایک ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب تجربہ و لیاقت دی جائے گی۔ ضرورتمند احباب اپنی درخواستیں اپنے امیر یا صدر جماعت کی معرفت خاکسار کے نام ارسال کریں

منظور احمد شاد
جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ ہال
میگزین لین صدر کراچی نمبر ۳

ہفتہ وقفِ جدید

مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے ۱۶ تا ۲۳ جنوری ۱۹۹۰ء ہفتہ وقف جدید منایا جا رہا ہے۔ تمام ناظمین اطفال سے گذارش ہے کہ اس ہفتہ تمام اطفال سے وقف جدید کے وعدے لے کر جلد از جلد ارسال کریں۔ اور وصولی بھی شروع کر دیں۔

سیکرٹری وقف جدید
اطفال الاحمدیہ پاکستان

جنوری کیلئے کتاب برائے مطالعہ

مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے جنوری ۹۰ء کے لئے کتاب "سیرت حضرت اماں جان" مقرر کی گئی ہے۔ امید ہے تمام ناظمین اطفال اپنی نگرانی میں اطفال سے اس کتاب کا مطالعہ کروائیں گے۔

سیکرٹری تعلیم
اطفال الاحمدیہ پاکستان

نئی و پرانی امراض کی دیرینہ علاج گاہ
بھٹی ہومیوپیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ